گردن کا مسح

نقد و تحقیق

گردن کا مسح بدعت ہے

حافظ ابو یحییٰ نور پوری

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا جو طریقہ اختیار فرمایا، اس میں گردن کے مسح کا کوئی ذکر نہیں، نہ ہی آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے گردن کا مسح کیا، لیکن اس کے باوجود تقلید پرست اسے ''مستحب'' کہتے ہیں، چنانچہ جناب انوارِ خورشید دیوبندی لکھتے ہیں:

''گردن (گدی) پر مسح کرنا مستحب ہے۔'' (حدیث اور اہلحدیث: ۱۸۲)

قارئین کرام! آلِ تقلید کی چالاکی دیکھیں کہ جب انہوں نے گردن کے مسح کی کوئی حدیث نہ پائی تو اکابر پرستی کا حق ادا کرتے ہوئے اپنی خلافِ سنت فقہ کو بچانے کے لیے گردن کا معنیٰ ''گدی'' کرنا شروع کر دیا، حالانکہ ہمارا محلِّ نزاع گردن کے دونوں طرف الٹے ہاتھ پھیرتے ہوئے مسح کرنا ہے، نہ کہ سر کا مسح کرتے ہوئے گدی کو چھونا، تقلید پرست آج بھی گردن کے پہلو پر الٹے ہاتھوں سے مسح کرتے ہیں، انہیں چاہیے کہ اس عمل سے فرار اختیار نہ کریں، بلکہ اسی پر ثابت قدم رہتے ہوئے اس پر کوئی ایک ''صحیح'' حدیث پیش کر دیں، قیامت تک مہلت ہے۔ فان لّم تفعلوا ولن تفعلوا فاتّقوا النّار الّتی وقودھا النّاس والحجارۃ.

آیئے ان کے مزعومہ دلائل کا جائزہ لیتے ہیں:

دلیل نمبر ۱:

[[عن ابن عمر أنّ النّبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم قال : من توضّا ومسح علیٰ عنقه ، وُقِی الغلّ یوم القیمة .(التلخیص الحبیر)

حضرت ابنِ عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے وضو کیا اور دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن (گدی) پر مسح کیا تو وہ قیامت کے دن طوق (پہنائے جانے) سے بچا لیا جائیگا۔]]

(حدیث اور اہلحدیث: ۱۸۲-۱۸۳، اعلاء السنن ۱: ۱۲۰/)

تبصرہ:

(ا) یہ روایت ''ضعیف'' ہے، حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: بین ابن فارس وفلیح مفازۃ .

''ابنِ فارس اور فلیح کے درمیان (انقطاع کا) لمبا صحرا ہے۔'' (التلخیص الحبیر: ۹۳/۱)

دیوبندیوں کو چاہیے کہ اس کی مکمل سند پیش کریں، اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ''متصل، صحیح'' احادیث کا نام ہے، نہ کہ ''منقطع اور ضعیف'' روایات کا!

(ب) اس ''ضعیف'' روایت میں بھی ان کے مروّجہ، یعنی الٹے ہاتھوں گلے تک مسح کا کوئی ثبوت نہیں۔

دلیل نمبر ۲:

[[عن ابن عمر أنّ النّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال : من توضّا ومسح یدیہ علیٰ عنقہ أمن یوم القیٰمۃ من الغلّ .(مسند فردوس مع تسدید القوس ج ۴ ص ۴۴)

حضرت ابنِ عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا جس نے وضو کیا اور دونوں ہاتھ اپنی گردن (گدی) پر پھیرے تو وہ قیامت کے دن طوق (پہنائے جانے) سے مامون رہے گا۔]]

(حدیث اور اہلحدیث : ۱۸۳، اعلاء السنن : ۱/ ۱۲۰)

تبصرہ : یہ بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے، بے سروپا باتوں کا دینِ حق سے کوئی تعلق ہے؟

دلیل نمبر ۳:

[[عن لیث عن طلحۃ بن مصرّف عن أبیہ عن جدہ أنہ رآی رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم مسح مقدّم رأسہ حتّٰی بلغ القذال من مقدّم عنقہ (طحاوی ج ۱ ص ۲۸)

حضرت طلحہ بن مصرف بروایت اپنے والد، اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنے سر کے اگلے حصہ پر مسح کیا حتی کہ آپ (اپنے ہاتھ) سر کے آخر حصہ تک لے گئے۔]]

(حدیث اور اہلحدیث : ۱۸۳، اعلاء السنن : ۱/ ۱۲۰۔۱۲۱)

تبصرہ :

(ا) اس کی سند بھی ''ضعیف'' ہے، کیونکہ لیث بن ابی سُلَیم جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' اور ''مختلط'' ہے، امام احمد بن حنبل، امام دارقطنی، امام یحییٰ بن مَعین، امام ابوحاتم الرازی، امام ابوزرعہ الرازی، امام نسائی، امام ابن عدی اور جمہور محدّثین نے اسے حدیث میں ناقابلِ اعتبار قرار دیا ہے۔

اس کے بارے میں حافظ عراقی (۷۲۵۔۸۰۶) لکھتے ہیں: ضعّفہ الجمھور. ''جمہور نے اس کو ضعیف کہا ہے۔'' (المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار : ۲/۱۷۸، تخریج احادیث الاحیاء للحداد : ۱٦٤۸)

فہرست

حافظ ہیثمی لکھتے ہیں: وضعّفه الأكثر . ”اکثر محدثین نے اس کو ضعیف کہا ہے۔“

(مجمع الزوائد: ۱/ ۲۰۹،۱۹۰،۱۷۸)

حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ضعيف عند الجمهور . ”جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔“

(البدر المنير لابن الملقن: ۱۰٤/۲)

بوصیری کہتے ہیں: ضعّفه الجمهور . ”اس کو جمہور نے ضعیف کہا ہے۔“ (زوائد ابن ماجه: ٥٤)

حافظ ابنِ حجر نے اس کو ”ضعیف الحفظ“ کہا ہے۔ (تغليق التعليق لابن حجر: ۳۳۷/۴)

اب بھی دیوبندیوں کا اس کی روایات سے استدلال کرنا نہایت تعجب خیز ہے۔

(ب) سر کا مسح کرتے ہوئے گدی تک ہاتھ لے جانا محلِ نزاع نہیں، بلکہ آلِ تقلید کو چاہیے کہ کہ وہ گردن کے اطراف کا مسح کرتے ہوئے دونوں الٹے ہاتھوں کو گلے تک لے جانے پر کوئی ایک حدیث پیش کر دیں۔

دليل نمبر ٤:

[[عن طلحة عن أبيه عن جده أنه رآى رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم يمسح رأسه حتّٰى بلغ القذال وما يليه من مقدّم العنق بمرّة (مسند احمد ج ۳ ص ۴۸۱)

حضرت طلحہ بروایت اپنے والد، اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے سر پر مسح فرما رہے ہیں یہاں تک کہ آپ (اپنے ہاتھ) سر کے آخری حصے اور اس سے متصل گردن کے اوپر کے حصہ تک ایک بار لے گئے۔]] (حديث اور اهلحديث: ۱۸۳-۱۸٤)

تبصره:

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: واسناده ضعيف كما تقدم .

”اس کی سند ضعیف ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔“ (التلخيص الحبير: ۹۲/۱)

یہ بالکل سابقہ روایت ہے، لیث بن ابی سلیم پر جرح آپ پڑھ چکے ہیں، دیوبندی صاحب نے خوامخواہ صرف کتاب کا حجم بڑھانے کے لیے بار بار وہی خام مال لوڈ کیا ہے، ابھی بھی ان کا دعوٰی ہے کہ ہمارے پاس بہت سے حدیثی دلائل ہیں، یہ ہے ان کے دلائل کی حیثیت!

دليل نمبر ٥:

[[عن موسى بن طلحة قال : من مسح قفاه مع رأسه وقى الغلّ يوم القيمة ، قلت : فيحتمل

أن يقال هٰذا وان كان موقوفا فله حكم الرّفع (التلخيص الحبير ج ١ ٩٢)

حضرت موسیٰ بن طلحہؒ فرماتے ہیں جس نے اپنے سر کے ساتھ گردن کا بھی مسح کیا وہ قیامت کے دن طوق (پہنائے جانے) سے بچالیا جائے گا، حافظ ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے لیکن حکماً مرفوع ہے۔"]] (حدیث اور اھلحدیث: ١٨٤، اعلاء السنن: ١/ ١٢٢)

تبصرہ :

اس کی سند بھی "ضعیف" ہے، عبدالرحمٰن بن عبداللہ المسعودی آخری عمر میں "اختلاط" کا شکار ہو گئے تھے، عبدالرحمٰن بن مہدی جو اس روایت کو ان سے بیان کر رہے ہیں، انہوں نے "اختلاط" کے بعد ان سے روایت لی ہے، چنانچہ ابنِ نُمیر کہتے ہیں:

المسعوديّ كان ثقةً ، فلمّا كان بأخرة اختلط ، سمع منه عبدالرّحمٰن بن مهديّ ويزيد بن هارون أحاديث مختلطةً.

"مسعودی ثقہ تھا، لیکن آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گیا تھا، عبدالرحمٰن بن مہدی اور یزید بن ہارون نے اس سے اختلاط والی روایات سنی ہیں۔" (الجرح والتعدیل: ٥/٢٥١، وسندهٗ صحیح)

یہ جرح مفسر ہے اور جرح مفسر تعدیل پر مقدم ہوتی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ موسیٰ بن طلحہ تابعی ہیں اور ڈائریکٹ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کر رہے ہیں، اس وجہ سے یہ "مرسل" بھی ہے، لہٰذا یہ روایت ناقابلِ حجت ہے، اسی لیے دیوبندیوں کے حصے میں آئی ہے۔

دلیل نمبر ٦ :

[[حدثني طلحة بن مصرف عن أبيه عن جده كعب بن عمرو اليمامي أنّ رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم توضّأ فمضمض ثلاثا واستنشق ثلاثا يأخذ لكلّ واحدة ماء جديدا وغسل وجهه ثلاثا فلمّا مسح رأسه قال هكذا وأومأ بيده من مقدّم رأسه حتى بلغ بهما الى أسفل عنقه من قبل قفاه.(غاية المقصود ج ١ ص ١٣٧)

حضرت کعب بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، ہر مرتبہ آپ نیا پانی لیتے تھے پھر تین دفعہ چہرہ کو دھویا جب آپ نے سر پر مسح کیا تو اس طرح کیا۔ راوی نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سر کے اگلے حصے

فہرست

سے (مسح شروع کیا) یہاں تک کہ اپنے ہاتھوں کو گدی کی طرف سے گردن کے نیچے تک لے گئے۔]]

(حدیث اور اہلحدیث : ۱۸۴۔۱۸۵، اعلاء السنن : ۱/ ۱۲۱)

تبصرہ :

یہ بے سند ہونے کی وجہ سے مردود و باطل اور نا قابلِ التفات ہے، بے سند روایات جمع کر کے اسے تحقیق کا نام دینا آلِ تقلید کا ہی خاصہ ہے۔

دلیل نمبر ۷ :

[[عن وائل بن حجر (فی حدیث طویل) فغسل وجهه ثلثا و خلّل لحیته و مسح باطن أذنیه ثمّ أدخل خنصره فی داخل أذنه لیبلغ الماء ثمّ مسح رقبته و باطن لحیته من فضل ماء الوجه ... الحدیث .(معجم کبیر طبرانی ج ۲۲ ص ۴۲)

حضرت وائل بن حجرؓ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا پھر ڈاڑھی میں خلال کیا اور کانوں کے اندر مسح فرمایا چھنگلی کان میں ڈال کرتا کہ پانی پہنچ جائے پھر آپ نے گردن (گدی) کا اور ڈاڑھی کے اندر کا مسح کیا چہرہ کے بچے ہوئے پانی سے۔]]

(حدیث اور اہلحدیث : ۱۸۵، اعلاء السنن : ۱/ ۱۲۳)

تبصرہ :

(ا) اس کی سند کئی وجوہ سے سخت ''ضعیف'' ہے:

۱☆ محمد بن حجر راوی ''ضعیف'' ہے، اس کے بارے میں امام بخاری فرماتے ہیں:

فیه بعض النّظر . ''اس میں بعض نظر ہے۔'' (التاریخ الکبیر : ۱/ ۶۹)

ابو احمد الحاکم فرماتے ہیں:

لیس بالقویّ عندهم .(لسان المیزان : ۵/ ۱۱۹)

۲☆ سعید بن عبد الجبار کے بارے میں حافظ ابنِ حجر لکھتے ہیں: **ضعیفٌ** .(تقریب التهذیب : ۲۳۴٤)

۳☆ ام یحیٰ ''مجہولہ'' ہے، اس کے حالات نہیں مل سکے، جناب ابنِ ترکمانی حنفی لکھتے ہیں:

و أمّ عبدالجبّار هی أمّ یحییٰ ، لم أعرف حالها و لا اسمها .

''عبد الجبار کی والدہ ہی امّ یحیٰ ہے، نہ میں اس کے حالات سے واقف ہوا ہوں اور نہ اس کے نام سے۔''

(الجوهر النقی : ۲/ ۳۰)

(ب) قارئین اگر ''طبرانی کبیر'' اٹھا کر اس روایت کا خود مطالعہ کریں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ آلِ دیوبند نے ہمارے خلاف یہ روایت پیش کرتے وقت بازارِ علم میں تاجِ خیانت مُول لیا ہے، بلکہ یہ کہنا بھی بے جانہ ہو گا کہ وہ اس میدان کے بے تاج بادشاہ بن گئے ہیں، وہ اس طرح کہ بالکل اسی روایت کے اندر سینے پر ہاتھ باندھنے، رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین اور اونچی آواز سے آمین کہنے وغیرہ کا بھی ذکر موجود ہے، جسے دیوبندی صاحب ''الحدیث'' کہہ کر بغیر ڈکار کے ہضم کر گئے ہیں، ان سے سوال ہے کہ وہ اس روایت کی روشنی میں گردن کے مسح کے ساتھ ساتھ دوسری تمام سنتوں پر عمل کیوں نہیں کرتے اور صرف گردن کے مسح کو لے کر ﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ﴾ کے مصداق کیوں بنتے ہیں؟

دلیل نمبر ۸ :

[[عن وائل بن حجر (فی حدیث طویل) ثمّ مسح علیٰ رأسه ثلثا وظاهر أذنیه ثلثا وظاهر رقبته وأظنّه قال وظاهر لحیته ثلثا الحدیث .(کشف الاستار عن زوائد البزار ج ۱ ص ۱۴۰)

حضرت وائل بن حجرؓ سے (ایک دوسری حدیث میں) مروی ہے کہ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سر پر تین دفعہ مسح کیا اور کانوں کے اوپر کے حصہ پر تین دفعہ مسح کیا اور گردن کے اوپر کے حصہ (گدی) پر راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضرت وائل نے یہ بھی فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈاڑھی کے اوپر کے حصہ پر (بھی) تین دفعہ مسح کیا۔]] (حدیث اور اهلحدیث : ۱۸۵۔۱۸۶، اعلاء السنن ۱: ۱۲۴)

تبصرہ :

یہ بالکل سابقہ روایت ہے، آلِ دیوبند ''ضعیف'' روایات کو بار بار ذکر کرکے اپنے ناخواندہ حواریوں کو یہ طفل تسلیاں دیتے ہیں کہ ان کے پاس بہت زیادہ احادیث ہیں، اس دعوے کی حقیقت قارئین جان ہی چکے ہیں، مزید تسلی کے لیے گزشتہ تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆ انوارِ خورشید صاحب اپنے دلائل کی کل کائنات پیش کرنے کے بعد یوں تبصرہ کرتے ہیں:

[[مذکورہ احادیث وآثار سے ثابت ہو رہا ہے کہ دورانِ وضو گردن (گدی) پر مسح کرنا مستحب ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بھی گردن (گدی) پر مسح فرمایا ہے اور لوگوں کو بھی گردن (گدی) پر مسح کی ترغیب دی ہے۔ لیکن ان تمام احادیث وآثار کے خلاف غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ احادیث میں گردن پر مسح کا کوئی ذکر ہی نہیں۔ گردن پر مسح کرنا ''احداث فی الدین'' ہے۔]] (حدیث اور اهلحدیث : ۱۸۶)

فہرست

تبصرہ در تبصرہ :

ان کے ذکر کردہ ''احادیث و آثار'' کی قلعی ہم نے کھول دی ہے، ان میں سے ایک روایت بھی پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچ سکی، دین ''صحیح احادیث'' کا نام ہے، نہ کہ ''ضعیف و من گھڑت'' روایات کا، اس پر طُرّہ یہ کہ ان کے ہاں مروّجہ گردن کا مسح (گردن کے پہلو پر الٹے ہاتھ پھیرنا) تو ان ''ضعیف'' روایات سے بھی ثابت نہیں ہوتا، لہٰذا نہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود گردن کا مسح فرمایا ہے اور نہ ہی لوگوں کو اس کی ترغیب دی ہے، بلکہ یہ محض آلِ تقلید کا ایک شوشہ ہے، ایسی بے بنیاد روایات کی مخالفت اہلحدیثوں کو چنداں مضر نہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ عمل بدعت ہے۔

☆☆☆ دیوبندی صاحب مزید لکھتے ہیں:

[[یہ ہے غیر مقلدیت کا نتیجہ کہ بے دھڑک فعلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدعت کہہ دیا۔ العیاذ باللہ]]

تبصرہ در تبصرہ :

یہ ہے تقلید پرستی کا انجام کہ بے دھڑک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور متبع سنت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے غیر ثابت شدہ خود ساختہ عمل کو مستحب کہہ دیا، العیاذ باللہ!!!

اب قارئین کرام ہی فیصلہ فرمائیں کہ ایسے عمل کو مستحب قرار دینا جو نہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کیا ہو، نہ صحابہ کو اس کی تعلیم دی ہو اور نہ ہی صحابہ کرام نے کیا ہو،

یہ حدیث کی موافقت ہے یا مخالفت؟

★ ★ ★

آیت الکرسی

ابوسعید

سیدنا ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من قرأ آیة الکرسیّ دبر کلّ صلوٰة مّکتوبة لم یمنعه من دخول الجنّة الّا الموت .

''جو ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے، سوائے موت کے کوئی چیز اس کو جنت میں داخل ہونے سے نہیں روک سکتی۔''

(السنن الکبریٰ للنسائی : ۹۹۲۸، المعجم الکبیر للطبرانی : ۸/ ۱۳٤، کتاب الصلوٰة لابن حبان کما فی اتحاف المهرة لابن حجر : ٦/ ۲۵۹، ح : ٦٤۸۰، وسندهٗ حسن)